AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com/

Vol. 2, No. 1 (2025)

Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

بین الاقوامی بینک کاری کے امور کا جائزہ اور ان کا طریقہ کار

REVIEW OF INTERNATIONAL BANKING ISSUES AND THEIR METHODS

روبینہ شاہین

پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ علومِ اسلامیہ، یونیورسٹی آف اوکاڑہ، اوکاڑہ

ڈاکٹر انوار اللہ

لیکچرر شعبہ علومِ اسلامیہ، یونیورسٹی آف اوکاڑہ، اوکاڑہ

Abstract:
To promote free trade at the global level and to decide on a new global monetary system, three institutions were established: GATT, IMF and World Bank. In 1948, an institution called GATT was formed to remove barriers to international trade, which is called the 'General Agreement on Tariff and Trade'. On April 15, 1993, 117 countries converted GATT into a permanent institution through an agreement in Morocco, which was named WTO, i.e. World Trade Organization. The IMF (International Monetary Fund) came into existence in 1948. Just as all the banks of each country have a central bank at the domestic level, the IMF was formed to facilitate the transactions of the central banks of many countries. The aim of the IMF is to promote global trade and the economic system. To borrow from the IMF, it is necessary to participate in world trade in accordance with the capitalist system. Just as the IMF advocates free trade, the World Bank is also a champion of free trade.

عالمی طاقتوں نے مل کر 1944ء میں ایک نئے ادارے International Monetary Fund کے قیام کا فیصلہ کیا اور 1948ء میں یہ عملی طور پر وجود میں آگیا۔ اسے عام طور پر سہولت کے لیے آئی، ایم، ایف (IMF) کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ جس طرح داخلی سطح پر کسی بھی ملک کے تمام بینکوں کا ایک مرکزی بینک (Central Bank) ہوتا ہے اسی طرح کئی ممالک کے مرکزی بینکوں کے لین دین کے لیے IMF کی تشکیل کی گئی۔ یہ ادارہ وقتی ادائیگیوں کے لیے مختلف ممالک کو قلیل المیعاد قرضے (short term loan) مہیا کرتا ہے۔ IMF ایسے ممالک کو بھی قرضے فراہم کرتا ہے جن کی اقتصادی حالت تو بہتر ہوتی ہے مگر ان کے پاس تجارت کی ادائیگیوں کے لیے رقم نہیں ہوتی۔ مفتی محمد تقی عثمانی اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”اس ادارے میں ہر ملک کا ایک ”کوٹا“ (Quota) ہوتا ہے۔ یہ کوٹا اس ملک کی تجارت کا عالمی تجارت کے ساتھ تناسب دیکھ کر مقرر کیا جاتا ہے۔ مثلاً عالمی تجارت ایک ارب ڈالر کی ہوئی اور کسی ملک کی تجارت پانچ کروڑ ڈالر کی ہے تو اس ملک کو پانچ فیصد کوٹا ملے گا۔ اس کوٹے کی شرح میں کمی بیشی بھی ہوتی رہتی ہے۔ پھر اس کوٹے کی رقم ڈالر میں بیان کی جاتی ہے۔ یعنی جس ملک کا کوٹا پانچ فیصد ہے، اس کے بارے میں یہ متعین ہوتا ہے کہ اس کا مطلب اتنے ڈالر ہیں۔ ہر ملک اپنے کوٹے کا 25 فیصد سونے اور 75 فیصد اپنے ملک کی کرنسی میں ادارے کے پاس جمع کراتا ہے۔ اس طرح آئی، ایم، ایف میں فنڈ جمع کرانے پر ادارے سے قرض لینے کا حق ملتا ہے، جس کو (Drawing Rights) اور عربی میں ”حقوق السحب“ کہا جاتا ہے۔ جمع کرائی ہوئی رقم کی متناسب شرح پر قرض کا حق ملتا ہے مثلاً یہ کہ ہر ملک اپنی جمع کرائی ہوئی رقم کا پانچ گنا قرض لے سکے گا۔ اور یہ شرح بدلتی بھی رہتی ہے۔“(1)

IMF گلوبلائزیشن کا بہت بڑا نقیب ہے۔ اس کے مذکورہ اُصول سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ اس کا مقصد عالمی تجارت اور اقتصادی نظام کو فروغ دینا ہے۔

دوسری اہم بات یہ ہے کہ IMF سے قرض لینے کے لیے عالمی تجارت میں سرمایہ دارانہ نظام (capitalism) کے مطابق حصہ لینا ضروری ہے۔

---

(1) تقی عثمانی، اسلام اور جدید معیشت و تجارت، ادارہ اسلامیات، لاہور، 2008ء، ص100۔

عالمی مالیاتی فنڈ (IMF) کا تنقیدی جائزہ

IMF اگرچہ اقوام متحدہ کا ادارہ ہے، لیکن عملی طور پر شروع ہی سے اس نے امریکی اجارہ داری کی حفاظت کی ہے۔ اس کے علاوہ یہ ادارہ مختلف ممالک کی کرنسیوں پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اس نے ہمیشہ یہ کوشش کی ہے کسی نہ کسی طرح ”ڈالر“ کی پوزیشن کی حفاظت کی جائے۔ دنیا نے اس ادارے کی کارفرمائی کا خود مشاہدہ کیا کہ گزشتہ کئی دہائیوں سے ”ڈالر“ کی قدر میں کبھی کمی واقع نہیں ہوئی۔ دنیا یہ بھی جانتی ہے کہ 1978ء میں اس ادارے نے ہر ملک کے مرکزی بنک کو براہ راست ”ڈالر“ میں لین دین کرنے کی اجازت دے دی۔ اس طرح ”ڈالرز“ میں تمام معاملات کرنے کی بنا پر امریکی کرنسی کو بڑی حکمت کے ساتھ استحکام دیا گیا۔ الغرض IMF نے امریکی اجارہ داری اور تسلط کو ساری دنیا میں اقتصادیات کی راہ سے رواج دینے کے حوالے ایک اہم ستون کا کام دیا ہے۔

نصف صدی کے باہمی تجارتی تعامل اور اس کے نتیجے میں تیسری دنیا میں پیدا ہونے والے معاشی بحران نے عالمی مالیاتی اداروں کو معیشت اور عوامی مفادات کا دشمن تصور کرلیا ہے۔ شیریں جامی نے عالمی مالیاتی اداروں کی پالیسیوں پر نقد کرتے ہوئے نہایت وقیع بات کی ہے:

> ”عالمی مالیاتی اداروں کی پالیسیوں نے صنعتی اور ترقی یافتہ ممالک کے مفادات کے تحفظ کے لیے غریب ممالک کی معیشتوں کو تباہ کردیا ہے اور اِن ملکوں میں غربت، مہنگائی اور بے روزگاری کو بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔“(1)

دوسری اہم بات یہ ہے کہ IMF سے قرضہ بعد میں ملتے ہیں، پہلے قرض خواہ ممالک کو سٹرکچرل ایڈ جسٹمنٹ پروگرام (Structural adjustment program) پر آمادگی ظاہر کرنا پڑتی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ پٹرول، بجلی اور گیس سمیت تمام یوٹیلٹیز پر بھاری ٹیکس عائد کئے جائیں اور تنخواہوں میں اضافہ نہ کیا جائے۔ IMF کے ذریعے کس طرح ملکوں کی معیشت کنٹرول کی جاتی ہے اس حوالے سے شیخ محمد سعید ابو زرع لکھتے ہیں:

> ”یہ ادارہ ترقی پذیر ممالک کو قرضے فراہم کر کے امداد کرتا ہے، لیکن ساتھ میں ایسی شرائط لگا دیتا ہے، جن سے عوام کی حق تلفی ہو اور ملک ان امریکی ملٹی نیشنل کمپنیوں کا مرہونِ منت ہو جائے۔“(2)

اب تک کے تجربات یہ بتاتے ہیں کہ IMF ترقی پذیر ممالک کے لئے موت کا نامہ بر ثابت ہوا ہے۔ اسے غیر جانبدار مالیاتی ادارہ کی بجائے امریکہ کے اقتصادی نظام کا حصہ سمجھنا چاہیے۔ امریکہ در اصل تیسری دنیا کی معیشتوں کو کنٹرول کرتا ہے اور جس ملک سے کوئی خطرہ محسوس ہو وہاں IMF کو آگے کرکے اپنا اُلو سیدھا کرتا ہے۔ ملٹن فرائڈ مین (Milton Friedman) جو کہ نوبل انعام یافتہ ماہر معاشیات ہے، نے آئی ایم ایف کے سٹرکچرل ایڈ جسٹمنٹ پروگرام (Structural adjustment program) پر کڑی تنقید کرتے ہوئے لکھا ہے۔ ”یہ پروگرام ترقی پذیر ممالک کی معیشتوں کے لیے رحمت کی بجائے زحمت بن کر ابھرا ہے۔ جو لوگ اس پروگرام میں شریک ہیں، انہیں اپنے ملکوں کی معیشتوں کی تباہی و بربادی سے بری الذمہ قرار نہیں دیا جاسکتا“ (3)

ورلڈ بنک (World Bank)

اقوام عالم کی تعمیر و ترقی سے متعلق تیسرا ادارہ جو تشکیل دیا گیا اس کا نام International Bank for Reconstruction and Development ہے۔ اسے IBRD بھی کہتے ہیں۔ عام طور پر سہولت کے لیے اسے ورلڈ بنک (World Bank) کہا جاتا ہے۔ اس کا ہیڈ کوارٹر امریکہ کے دار الحکومت واشنگٹن میں ہے۔ یہ 27 دسمبر 1945ء کو قائم ہوا اور اس نے 25 جون 1964ء کو باقاعدہ کام شروع کیا۔ ورلڈ بنک گروپ کی درج ذیل پانچ ذیلی شاخیں ہیں:

1۔ بین الاقوامی بنک برائے تعمیر و ترقی (IBRD)

---

(1) شیریں جامی، جنگ سنڈے میگزین، 10 جولائی 2005ء، ص 11۔

(2) ابوز عرور، محمد سعید بن سهو، العولمة: ماهيتها، نشاتها، أهدافها۔ عمان، الأردن : دار البيارق، 2001ء، ص 62۔

Structural adjustment program, Written by Milton Friedman Retrieved Nov 09, 2019, from (3)
https://www.punjnud.com/ViewPage.aspx?

(International Bank for Reconstruction and Development)

2۔ بین الاقوامی مالیاتی شرکت (IFC)

(International Finance Corporation)

3۔ بین الاقوامی انجمن برائے ترقی (IDA)

(International Development Association)

4۔ کثیر الجہتی سرمایہ کاری کی گارنٹی ایجنسی (MIGA)

(Multilateral Investment Guarantee Agency)

5۔ سرمایہ کاری کے تنازعات کے حل کے لئے بین الاقوامی مرکز (ICSID)(1)

(International Centre for Settlement of Investment Disputes)

ان میں سے پہلا ادارہ یعنی IBRD جسے ورلڈ بنک بھی کہتے ہیں 1945ء جب کہ باقی تنظیمیں آہستہ آہستہ بعد میں وجود پذیر ہوتی رہیں۔ آخری دونوں ادارے یعنی MIGA اور ICSID حکومتوں کے علاوہ پرائیویٹ اداروں کو بھی قرضہ اور ضمانتیں مہیا کرتے ہیں۔

ورلڈ بنک کو ایک بورڈ آف گورنرز (Board of Governors) چلاتا ہے۔ اس کا سالانہ بنیادوں پر اجلاس ہوتا ہے۔ ہر ملک کی طرف سے اس ملک کا وزیرِ مالیات (Minister of Finance) گورنر ہوتا ہے۔ نظم چلانے کے لیے تمام گورنرز نے اپنا اختیار ایگزیکٹو ڈائریکٹرز (Executive Directors) کو تفویض کیا ہوا ہے جن کا باقاعدہ انتخاب ہوتا ہے۔

عالمی بنک (World Bank) کا اصل مقصد تو ممبر ممالک کو اقتصادی ترقی کے مواقع فراہم کرنا ہے، لیکن عملاً یہ ادارہ بھی IMF کی طرح عالم کاری یعنی قومی اور ملکی اقتصاد کو عالمی اقتصاد میں تبدیل کرنے پر مامور ہے۔ جس طرح "آئی ایم ایف" گلوبلائزیشن کے لیے آزادانہ تجارت کو فروغ دینے کا داعی ہے، اسی طرح عالمی بنک (World Bank) بھی آزدانہ تجارت کا علم بردار ہے۔ ان کلیدی اداروں پر امریکہ کی اجارہ داری کے حوالے سے مولانا یاسر ندیم لکھتے ہیں:

> "اقتصادی میدان میں امریکہ کی قیادت اور مذکورہ اداروں پر تسلط کا نتیجہ ہے کہ امریکہ اپنی جس پالیسی کو نافذ العمل کرنا چاہتا ہے، بآسانی کر دیتا ہے، یہ ادارے امریکی پالیسی کے نفاذ میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ جو ممالک یہودی اور امریکی منصوبوں کے سامنے لب کشائی کی ہمت کر بیٹھتے ہیں، اپنی تعمیر و ترقی کے لیے، ان اداروں سے قرض حاصل کرنے میں ناکام رہتے ہیں، امریکہ کی مکمل اجارہ داری کی وجہ سے، یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ ان اداروں کا عالمی سطح پر پالیسی سازی میں کتنا گہرا اثر ہے۔"(2)

ترقی یافتہ صنعتی ممالک کی جانب سے عالمی بنک اور IMF کے ذریعے منڈی کی معیشت اور نجکاری نے متوسط طبقے کا مستقبل تاریک کر دیا ہے۔ گلوبلائزیشن کا سیدھا مطلب یہ ہے کہ پوری دنیا کی تجارت ترقی یافتہ ممالک کے قبضے میں دے دی جائے اور ان کی عظیم الشان کمپنیاں پس ماندہ ممالک کو اپنی مارکیٹیں بنا ڈالیں۔

ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف میں فرق

---

(1)Objectives and Functions of World Bank, Retrieved Nov 09, 2019, 02:22pm from https://www.jagranjosh.com/general-knowledge/international-bank-for-reconstruction-and-development

(2) یاسر ندیم، مولانا، گلوبلائزیشن اور اسلام، کراچی، پاکستان: دارالاشاعت، 2004ء، ص216۔217۔

ورلڈ بنک اور IMF میں فرق یہ ہے کہ IMF قلیل مدت یعنی تین سے پانچ سال تک کے لیے قرضے جاری کرتا ہے جب کہ ورلڈ بنک طویل المیعاد قرضے یعنی پندرہ سے تیس سال تک کے لیے جاری کرتا ہے۔ شروع میں ورلڈ بنک صرف مختلف پراجیکٹس جیسے شاہراہیں وغیرہ کے لئے قرض دیتا تھا، 1960ء کے بعد پالیسی تبدیل کی گئی لہٰذا پہلے عمومی قرضے اور بعد ازآں اس نے پالیسی ساز قرضے بھی دینا شروع کر دیے۔

ورلڈ بنک کے مقاصد واہداف

ورلڈ بنک کے قیام کے وقت اسکے درج ذیل مقاصد واہداف مقرر کئے گئے تھے۔

1. To assist in the reconstruction and development of its member countries by facilitating the investment of capital for productive purposes, thereby promoting long range growth of international trade and improvements in standard of living.

”پیداواری مقاصد کے لئے سرمایہ کاری کی سہولت کے ذریعہ ممبر ممالک کی تعمیر نو اور ترقی میں معاونت کرنا، اس طرح بین الاقوامی تجارت کی طویل المیعاد ترقی کو فروغ دینا اور معیار زندگی میں بہتری لانا۔“

2. To promote private foreign investment by guarantees of and participation in loans and other investments made by private investors.

”نجی سرمایہ کاروں کی طرف سے قرضہ جات کی ضمانتوں اور دیگر سرمایہ کاروں کی طرف سے کی گئی سرمایہ کاری میں شرکت کے ذریعہ نجی غیر ملکی سرمایہ کاری کو فروغ دینا۔“

3. When private capital is not available or reasonable terms to make loans for productive purposes out of its own resources or the funds borrowed by it.

”جب نجی سرمایہ یا اس ملک کے اپنے وسائل یا اس کے حاصل کردہ سرمایہ سے پیداواری مقاصد کے لیے قرضہ جات کے حصول کی معقول شرائط میسر نہ ہوں (تو ورلڈ بنک کی مدد کی ضرورت پڑتی ہے)۔“

4. To arrange the loans made or guaranteed by it in relation to international loans through other channels so that more useful and urgent small and large projects are dealt with first. (1)

”دیگر ذرائع سے ان قرضہ جات کا بندوبست کرنا جو بین الاقوامی قرضہ جات کے سلسلے میں اس کی طرف سے دیے جاتے ہیں یا جن کی اس کی طرف سے ضمانت دی جاتی ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ مفید اور ناگزیر چھوٹے بڑے منصوبوں سے نمٹا جائے۔“

اس کے علاوہ ابتداءً ورلڈ بنک کے مقاصد میں درج ذیل امور بھی شامل تھے:

1۔ آزادانہ تجارت میں حائل رکاوٹوں کو دور کرنے کے لیے ترقی پذیر اور پسماندہ ممالک کو قرضہ کی فراہمی۔
2۔ ترقی پذیر اور پسماندہ ممالک کو کمیونسٹ بلاک کی طرف جھکاؤ سے روکنا۔
3۔ مغربی ممالک کی تعمیر نو اور معاشی ترقی میں مدد دینا۔
4۔ مارکیٹ اکانومی کے تحت درآمدات وبرآمدات کو فروغ دینا۔

---

(1)International Bank for Reconstruction and Development (I.B.R.D.) World Bank Retrieved Nov 10, 2019, 01:45am from http://www.economicsdiscussion.net/banks/international-bank-for-reconstruction-and-development

5۔ سٹاک ایکس چینج کے نظام کو مستحکم بنانا۔

کمزور ممالک کے تنزل میں عالمی مالیاتی اداروں کا کردار

ورلڈ بینک (WB) اور آئی ایم ایف (IMF) جیسے عالمی مالیاتی اداروں کے قرض ہر ملک کے معروضی حالات کے ساتھ مشروط ہوتے ہیں۔ پاکستان سمیت تیسری دنیا کا کوئی بھی مقروض ملک اس وقت تک اپنا بجٹ نہیں بنا سکتا جب تک ورلڈ بینک (WB) اور آئی ایم ایف (IMF) کی کڑی شرائط پر رضا مند نہ ہو۔ ان مالیاتی اداروں کی تجاویز شامل کیے بغیر امداد جاری نہیں کی جاتی۔ ترقی پذیر ممالک کے تنزل میں عالمی مالیاتی اداروں کے کردار کا ذکر کرتے ہوئے ملائشیا کے وزیر اعظم ڈاکٹر مہاتیر محمد تحریر کرتے ہیں:

”اگرچہ آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک نے جنگ عظیم دوم کے بعد آزاد تجارتی ممالک کی تعمیر و ترقی میں اہم کردار ادا کیا لیکن اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ عالمی اقتصادی بحرانوں پر قابو پانے میں یہ دونوں بین الاقوامی مالیاتی ادارے بری طرح ناکام رہے۔ مئی 1998ء میں آئی ایم ایف کے مطالبات ہی تو انڈونیشیا میں سوہارتو حکومت کے خاتمے کا باعث بنے حتی کہ ہنری کسنجر (Henry Kissinger) نے بھی کہہ دیا کہ آئی ایم ایف کی پالیسوں پر عمل کی وجہ سے انڈونیشیا میں مالی بحران پیدا ہوا جس کے نتیجے میں چینی اقلیت کے خلاف نسلی فسادات کا آغاز ہوا اور نتیجتاً ملک اقتصادی بحران کی لپیٹ میں آگیا۔ ملک سے 60 بلین ڈالرز کا انخلا ہوا۔ زر کے اس بحران سے معیشت تباہ ہو گئی اور اپریل 1998ء تک سوہارتو حکومت ان دھماکوں کی نذر ہو گئی۔“ (1)

مہاتیر محمد ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف کے استحصالی رویے کا ذکر کرتے ہوئے مزید لکھتے ہیں: ”یہ کوئی راز نہیں ہے کہ ترقی پذیر ممالک کو اقتصادی امداد کے نام پر جو کچھ مغربی ممالک دیتے ہیں اس سے کہیں زیادہ وہاں سے لے جاتے ہیں۔ یہی کام ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف کرتے ہیں۔ اس کے بعد امداد دینے والے ملک کی خواہش ہوتی ہے کہ امداد وصول کرنے والا ملک اس کی اطاعت قبول کرے۔ امداد وصول کرنے والے ملک کو اتنا موقع نہیں دیا جاتا کہ وہ کسی قسم کی تنقید یا کوئی تجویز پیش کر سکے۔ ایسی صورتحال میں جب کسی ملک کی تمام تر معاشیات کا انحصار بیرونی امداد پر ہو یہاں تک کہ خوراک بھی ایسی ہی کسی امداد کی مد میں کی جاتی ہو تو یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ وہ بین الاقوامی سطح پر اپنے تشخص کو برقرار رکھ سکے جس میں اس کی خارجہ اور معاشی پالیسیاں اس کے عوام کی خواہش کے مطابق ہوں۔“ (2)

یہ ملائشیا کا نہایت دانشمندانہ فیصلہ تھا کہ انہوں نے آئی ایم ایف کی تجاویز اور پالیسوں کو قبول نہ کیا۔ مہاتیر محمد لکھتے ہیں: ”ہمارے خیال میں دوا بیماری سے زیادہ مہلک تھی۔ اور ہم نے بڑی ہٹ دھرمی سے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اور اگر ہم نے اس کی بات مان لی ہوتی تو آج مزید مسائل سے دو چار ہوتے۔“ (3)

آزاد منڈی اور اقتصادی استحکام کے نام پر غریب ملکوں کی طرف سرمائے کا بہاؤ محض ایک فریب ہے۔ اگر ہم مغربی ممالک کی 50 سالہ تجارتی تاریخ کا جائزہ لیں تو پتا چلے گا کہ ان کی غلط اور استحصالی پالیسیوں کی وجہ سے غریب ممالک میں غربت کی سطح وہی ہے جو پہلے تھی، بلکہ اس میں اضافہ ہوا ہے۔ ماہرین اقتصادیات نے عالمی مالیاتی اداروں خصوصاً ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف کو اس ساری خرابی کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے۔

عالمی مالیاتی اداروں کی ان پر فریب پالیسیوں کا ذکر کرتے ہوئے عبد الشکور چوہدری لکھتے ہیں: ”ورلڈ بینک، آئی ایم ایف اور قرضے فراہم کرنے والے دوسرے اداروں نے 1980ء میں چند شرائط سے وابستہ ترکیبی مطابقت کا پروگرام (Structural Adjustment Program, SAP) شروع کیا لیکن 20 سال

---

(1) مہاتیر محمد، ایشیا کا مقدمہ (عالمی معیشتوں کا تصادم اور ابھرتا ایشیا)، مترجم: نعیم قادر، جمہوری پبلی کیشنز، 2002ء، ص 105۔

(2) ایضاً، ص 106۔

(3) مہاتیر محمد، ایشیا کا مقدمہ، ص: 106۔

کے دوران یہ ثابت ہوا کہ یہ پروگرام بھی سرمایہ دار ملکوں کا پھیلایا ہوا ایک جال ہے۔ اس پروگرام کے تحت غریب ملکوں کو مجبور کیا جاتا کہ اپنے ترقیاتی پروگرام چھوڑ کر پہلے ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف کے قرضے ادا کریں۔"(1)

یورپی یونین (European Union-EU)

یورپی یونین (European Union) براعظم یورپ کے 27 ممالک کا اقتصادی و سیاسی اتحاد ہے۔ یورپی یونین کے ممبر ممالک کا مشترکہ رقبہ 4,233,255 مربع کلومیٹر اور مجموعی آبادی 447 ملین ہے۔ 1957ء میں بیلجیم، فرانس، اٹلی، لکسمبرگ، نیدرلینڈز اور مغربی جرمنی نے معاہدۂ روم (Treaty of Rome)(2) پر دستخط کیے، جس نے یورپی معاشی برادری (European Economic Community—EEC) تشکیل دی اور مشترکہ منڈی (Common Market) کا قیام عمل میں آیا۔ یورپی یونین کو 2012ء میں نوبل پرائز (Nobel Prize)(3) سے بھی نوازا گیا۔

یورپی یونین کا تاریخی ارتقاء

دوسری جنگ عظیم کی تباہ کاریوں کے بعد یورپ نے خوشحالی اور قوت حاصل کرنے کے لیے اپنے عوام میں یورپ کی سطح پر ایک اتحاد بنانے کا شعور پیدا کرنا شروع کیا لیکن کوئی یورپی ملک اپنا تشخص چھوڑ کر ایک واحد یورپ کے تصور کو اپنانے پر تیار نہ تھا۔ البتہ یورپی اتحاد کے حامی چند مفکرین نے واحد یورپ کے تصور کو پھیلانے کے لیے ایک تحقیقاتی ادارہ قائم کیا جس کا نام OECD (Organization for Economic Cooperation and Development) رکھا۔ OECD کی حکمت عملی نے چند سالوں کے اندر کم از کم مغربی یورپ (Western Europe) میں اتحاد کی تحریک کو اتنی وسعت دی کہ آخر کار جرمنی اور فرانس جیسے پرانے دشمن بھی مشترکہ مفادات کے لیے یکجا ہو گئے۔

یورپی یونین کے قیام سے قبل OECD نے معاشی تعاون کے فروغ کے لیے قابلِ عمل پراجیکٹس اور منصوبے تیار کیے۔ ان منصوبوں پر عمل درآمد کے لیے نہ صرف یورپی حکومتوں کو تیار کیا بلکہ ذرائع ابلاغ کے ذریعے یورپ کی مشترکہ منڈی (Common Market) کے تصور کو عام تاجروں، صنعتکاروں، بنکاروں اور اہلِ علم و دانش میں پھیلا دیا۔ انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا (Encyclopædia Britannica) یورپی اتحاد کے شروع میں کیے جانے والے اقدامات کے بارے میں لکھتا ہے:

> In 1951 the leaders of six countries—Belgium, France, Italy, Luxembourg, the Netherlands, and West Germany—signed the Treaty of Paris, thereby, when it took effect in 1952, founding the European Coal and Steel Community (ECSC). (4)

---

(1) عبد الشکور چوہدری، عالم اسلام کا معاشی بحران اور اس کا حل (مقالہ پی ایچ ڈی)، نیشنل یونی ورسٹی آف ماڈرن لینگوئجز، اسلام آباد، 2007ء، ص338۔

(2) A peaceful Europe – the beginnings of cooperation, Retrieved 12 October 2016, 11:40pm from https://europa.eu/european-union/about-eu/history/1945-1959_en

(3) EU collects Nobel Peace Prize in Oslo". BBC News. 10 December 2012. Retrieved Feb 18, 2020, from https://www.bbc.com/news/world-europe-20664167.

(4) Encyclopedia Britannica, Article Written By: Matthew J. Gabel, Retrieved Feb 15, 2020, 10:50am from https://www.britannica.com/topic/European-Union.

”1951ء میں بیلجیئم، فرانس، اٹلی، لکسمبرگ، نیدرلینڈز اور مغربی جرمنی کے چھ ممالک کے رہنماؤں نے معاہدہ پیرس پر دستخط کیے، اس کے بعد جب 1952ء میں اس پر عمل درآمد ہوا تو یورپی کوئلہ اور اسٹیل کمیونٹی (European Coal and Steel Community) کی بنیاد رکھی گئی۔“

اس طرح یورپی ممالک نے ابتداءً کوئلے اور اسٹیل کی واحد یورپی کمیونٹی (European Coal and Steel Community—ECSC) تشکیل دی۔

1957ء میں اس کے رکن ممالک نے یورپی اقتصادی کمیونٹی (European Economic Community) تشکیل دیتے ہوئے اٹلی کے دارالحکومت روم میں ایک معاہدے پر دستخط کیے۔ اس معاہدے کا مقصد کوئلے، اسٹیل اور تجارت کے معاملات میں اشتراک تھا۔ کچھ عرصہ بعد اس کا نام تبدیل کرکے یورپی کمیونٹی (European Community) رکھ دیا گیا۔

ایفٹا(EFTA) – یورپین بینکاری

ایفٹا (EFTA) جو کہ یورپین آزاد تجارت ایسوسی ایشن (European Free Trade Association) کہلاتی ہے، کا قیام 3 مئی 1960ء کو عمل میں آیا۔ یہ در اصل چار یورپی ممالک کے درمیان آزاد تجارتی تنظیم ہے جو یورپی یونین کے متوازی ہے۔ اس کے اراکین آئس لینڈ (Iceland)، لیختینستائن (Liechtenstein)، ناروے (Norway) اور سوئٹزرلینڈ (Switzerland) ہیں۔ اس کا ہیڈ کوارٹر جنیوا (Geneva) میں ہے۔ ان ممالک کا مجموعی رقبہ 529,600 مربع کلومیٹر ہے۔

یورپین اکنامک کونسل (EEC) اور EFTA کے مابین بنیادی فرق یہ تھا کہ EFTA نے EEC کی طرح عام بیرونی کسٹم کے قواعد کو نہیں اپنایا۔ لہٰذا ہر EFTA ممبر اس امر میں آزاد ہے کہ وہ غیر EFTA ممالک کے ساتھ اپنے انفرادی کسٹم ڈیوٹی اور آزاد تجارت کے ضابطے وضع کرے۔(1) آسٹریا، ڈنمارک، فن لینڈ، پرتگال، سویڈن اور برطانیہ بھی EFTA میں شامل تھے جو بعد ازاں اسے چھوڑ کر یورپی یونین میں شامل ہو گئے۔

ایفٹا کونسل (EFTA Council) اس تنظیم کی کی اعلی ترین گورننگ باڈی ہے۔ کونسل عموماً سال میں آٹھ مرتبہ سفارتی سطح پر (ambassadorial level) اور سال میں دو بار وزارتی سطح (Ministerial level) پر اجلاس کرتی ہے۔ کونسل کے اجلاسوں میں وفود ایک دوسرے سے مشورہ کرتے ہیں، EFTA سے متعلق پالیسی امور پر بات چیت کرتے ہیں اور فیصلہ کرتے ہیں۔ ہر ممبر ریاست نمائندگی کرتی ہے اور اس کا ایک ووٹ ہوتا ہے۔ عام طور پر فیصلے اتفاق رائے سے ہوتے ہیں۔

خلاصہ بحث

عالمی سطح پر آزاد تجارت کے فروغ اور نئے عالمی نظام زر کو طے کرنے کے لیے تین ادارے گاٹ (GATT)، آئی ایم ایف (IMF) اور ورلڈ بنک (World Bank) قائم کیے گئے۔ بین الاقوامی تجارت میں حائل رکاوٹیں ختم کرنے کے لیے 1948ء میں گاٹ (GATT) کے نام سے ایک ادارہ تشکیل دیا گیا جسے ’محصولات و تجارت کا معاہدہ عام‘ (General Agreement on Tariff and Trade) کہتے ہیں۔ 15 اپریل 1993ء کو 117 ممالک نے مراکش میں ایک معاہدہ کے ذریعے GATT کو ایک مستقل ادارے میں بدل دیا جس کا نام WTO یعنی عالمی تجارتی تنظیم (World Trade Organization) رکھا گیا۔ آئی ایم ایف (International Monetary Fund) 1948ء میں وجود میں آیا۔ جس طرح داخلی سطح پر ہر ملک کے تمام بینکوں کا ایک مرکزی بینک (Central Bank) ہوتا ہے اسی طرح کئی ممالک کے مرکزی بینکوں کے لین دین کے لیے IMF کی تشکیل کی گئی۔ IMF کا مقصد عالمی تجارت اور اقتصادی نظام کو فروغ دینا ہے۔ IMF سے قرض لینے کے لیے عالمی تجارت میں سرمایہ دارانہ نظام (capitalism) کے مطابق حصہ لینا ضروری ہے۔ جس طرح آئی ایم ایف آزاد تجارت کا داعی ہے، اسی طرح عالمی بنک (World Bank) بھی آزدانہ تجارت کا علم بردار ہے۔

---

(1) European Free Trade Association, Retrieved March 08, 2020, from https://en.wikipedia.org.